فاروق الرحمن یزدانی
مدرس جامعہ حقانیہ

مسائل عید الفطر

الحمد لله رب العلمين و الصلوة و السلام علی سید المرسلین اما بعد:

فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم . بسم الله الرحمن الرحیم.

﴿قد افلح من تزکی. و ذکر اسم ربه فصلی﴾ (الاعلیٰ:۱۴،۱۵)

ہرانسان کی زندگی غمی اور خوشی ہر دو صورتوں سے عبارت ہے پھر ہر آدمی ان مواقع پر اپنے علاقے اور برادری کے رسم ورواج اور ثقافت کے مطابق کچھ اعمال بجالاتا ہے۔

لیکن ایک مسلمان کیلئے اللہ تعالیٰ نے خوشی اور غمی دونوں صورتوں میں کچھ حدود و قیود مقرر کی ہیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود وقیود اور اوامر ونواھی کا نام اسلام ہے۔اسی اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے

"یایها الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة" (البقرۃ۲۰۸) اے ایمان والو!اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہرلمحہ پرانسان کی راہنمائی کرتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا" (المائدہ۳) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا ہے۔

اگر اسلام زندگی کے ہر موڑ پر انسان کی راہنمائی نہ کرے تو اسے مکمل اور اکمل دین کہلانے کا کوئی حق نہیں۔اس لئے جب ہم اسلام کو مکمل دین تسلیم کرتے ہیں تو ہمیں ماننا پڑیگا کہ ہماری زندگی کے تمام مسائل کا حل اور تمام امور کیلئے راہنمائی اسلامی تعلیمات میں موجود ہے۔

ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے سال میں دو دن خوشی کے عطا فرمائے ہیں ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ۔مندرجہ ذیل سطور میں ہم عید الفطر کے مسائل کے متعلق چند گزارشات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ اس خوشی کے مبارک دن کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارا جاسکے۔

صدقۃ الفطر:

رمضان المبارک کے آخر میں کچھ مال صدقہ کرنا امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

"فرض رسول اللہ ﷺ زکوۃ الفطر طهرة للصیام من اللغو و الرفث و طعمة للمساکین" (ابوداؤد ۲۳۴-۱، کتاب الزکوۃ)

رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ فطر کو فرض کیا جو کہ روزوں کیلئے پاکیزگی ہے فضولیات اور گناہوں سے اور مساکین کیلئے کھانا ہے۔ کتب احادیث میں فطرانہ کو صدقۃ الفطر اور زکوۃ الفطر کہا گیا ہے جبکہ ہمارے ہاں اس کے لئے فطرانہ کا لفظ مستعمل ہے۔ اس لئے کوئی صدقۃ الفطر یا فطرانہ کہہ لے ایک ہی بات ہے۔ اور یہ فطرانہ ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب، آزاد ہو یا غلام کوئی بھی کلمہ پڑھنے والا اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ" فرض رسول اللہ ﷺ زکوۃ الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعیر علی العبد و الحر و الذکر والانثی و الصغیر و الکبیر من المسلمین" (بخاری ۲۰۴-۱، باب فرض صدقة الفطر) رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع جو سے فطرانہ فرض کیا ہے خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا۔ اس لئے ہر مسلمان کو خواہ وہ روزے رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو فطرانہ ادا کرنا چاہیے جو کہ ایک صاع ہے۔ آج ہمارے مروجہ طریقہ اور اوزان کے مطابق ایک صاع تقریباً دوکلو سوگرام بنتا ہے۔ اس لئے احتیاطاً اڑھائی کلو گندم یا مارکیٹ ریٹ کے مطابق اس کی قیمت ادا کرنی چاہیے جن علاقوں میں چاول زیادہ استعمال ہوتے ہیں وہ چاول کے حساب سے فطرانہ ادا کریں اور شہری علاقوں میں آٹے کی قیمت کے اعتبار سے فطرانہ ادا کرنا چاہیے کیونکہ فطرانہ عام اناج (کھانے) کے حساب سے دیا جائے گا۔

بعض لوگ فطرانہ کی فرضیت اور وجوب کیلئے زکوۃ کے نصاب کی شرط لگاتے ہیں ان کا موقف بالکل غلط اور بلا دلیل بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ کے خلاف ہے۔

فطرانہ کا وقت:

فطرانہ عید الفطر کی نماز ادا کرنے سے پہلے ادا کرنا چاہیے بہتر تو یہ ہے کہ عید سے تین چار دن پہلے ادا کیا جائے تا کہ غربا و مساکین اس سے کما حقہ فائدہ اٹھا سکیں اور اپنی ضرورت کی اشیاء خرید کر وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو جائیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل بھی یہی تھا جو کہ صحیح بخاری میں منقول ہے" کانوا یعطون قبل الفطر بیوم اویومین" (بخاری ۲۰۵-۱) کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عید الفطر سے ایک یا دو دن پہلے فطرانہ ادا کر دیتے تھے۔

عید الفطر:

رمضان المبارک کے جب انتیس دن ہو جائیں تو چاند دیکھ کر عید کرنی چاہیے اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس دن مکمل کرنے چاہیں کیونکہ قمری مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔

عید کے دن غسل کرنا اور اچھے (نئے یا دھلے ہوئے) صاف ستھرے کپڑے پہننا بہتر ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی

اللہ عنہما کے متعلق روایت ہے کہ **کان یغتسل یوم الفطر قبل ان یغدو الی المصلی**(الموطاص ۱۰۷، کتاب العیدین)

وہ عیدالفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ریشمی جبہ لیکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "**یا رسول اللہ ابتع ھذہ تجمل بھا للعید و الوفود**"(بخاری ص ۱۳۰، کتاب العیدین) اللہ کے رسول ﷺ اسے خرید لیجئے اور عید کے موقع پر اور وفود سے ملاقات کے وقت زینت کے لئے پہن لیا کریں۔

یہ الگ بات ہے کہ ریشمی ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے وہ خریدنے سے انکار کر دیا بلکہ فرمایا کہ یہ تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔مگر اس حدیث سے یہ مسئلہ تو ثابت ہوتا ہے کہ عید کے موقع پر نئے کپڑے پہنے جاسکتے ہیں۔البتہ جس شخص کے پاس نئے کپڑے بنانے کی گنجائش نہ ہو وہ پرانے ہی دھو کر پہن لے اگر خوشبو میسر ہو تو استعمال کرے ورنہ عام تیل ہی کافی ہے۔

عیدالفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ کھانا:

نماز عیدالفطر کے لئے جانے سے پہلے کچھ نہ کچھ کھالینا چاہیے بہتر ہے کہ کوئی میٹھی چیز آدمی کھائے۔رسول اللہ ﷺ کھجوریں کھا کر نماز عید کے لئے عیدگاہ جایا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "**کان رسول اللہ ﷺ لا یغدو یوم الفطر حتی یاکل تمرات** (بخاری ۱۳۰۔۱، کتاب العیدین) کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن کھجوریں کھائے بغیر (نماز کیلئے) نہیں نکلتے تھے۔

اگر کھجوریں یا چھوارے وغیرہ آدمی کھائے تو پھر اسے طاق کھانے چاہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت ہے فرماتے ہیں کہ "**ماخرج رسول اللہ ﷺ یوم فطر حتی یاکل تمرات ثلاثا او خمسا او سبعا او اقل من ذالک او اکثر من ذلک وتراً** (مستدرک حاکم ص ۲۹۴۔۱، کتاب صلوۃ العیدین) کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن تین، پانچ، سات یا اس سے کم یا زیادہ کھجوریں کھائے بغیر نہیں نکلتے تھے لیکن وہ کم یا زیادہ کھجوریں بھی بہر حال طاق ہوتی تھیں۔

نماز عید کا وقت:

نماز عید کا وقت سورج طلوع ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے بہتر ہے کہ نمازِ عید چاشت کی نماز کے وقت ادا کر لی جائے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" **انا کنا قد فرغنا ساعتنا ھذہ و ذلک حین التسبیح**" کہ ہم تو اس وقت تک فارغ ہو جاتے تھے (یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں) جب انہوں نے یہ فرمایا اس وقت چاشت کی نماز کا وقت تھا۔

نمازعید کھلے میدان میں ادا کی جائے:

عید کی نماز مسجد سے باہر کھلے میدان، عیدگاہ میں ادا کرنی چاہیے رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارک یہی تھا۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ " **کان رسول اللہ ﷺ یخرج یوم الفطر و الاضحی الی المصلی** " (بخاری ص ۱۳۱، کتاب العیدین) کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف ﷺ جایا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کی نماز مسجد سے باہر عیدگاہ میں ادا فرمایا کرتے تھے۔اگر کوئی عارضہ پیش آ جائے مثلاً بارش ہو رہی ہو یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے عیدگاہ یا کسی بھی کھلے میدان، پارک اور گراؤنڈ میں نماز ادا نہ کی جاسکتی ہو تو پھر مسجد میں ادا کرنا بھی جائز ہے۔لیکن جو لوگ سہل پسندی کی وجہ سے کہ باہر انتظام کرنا پڑیگا اور مسجد میں کوئی انتظام نہیں کرنا پڑتا اس لئے مسجد میں ہی پڑھ لیتے ہیں یا بعض خطیب حضرات بھی لالچ کی وجہ سے مسجد میں نماز عید پڑھا دیتے ہیں کہ باہر لوگ کم جائیں گے لہذا مسجد میں ہی پڑھ لی جائے تاکہ پیسے زیادہ جمع ہو جائیں تو یہ غلط ہے۔اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

عورتوں کا عیدگاہ جانا:

مردوں کے ساتھ عورتیں بھی عیدگاہ میں جائیں اور باپردہ جماعت کے ساتھ نماز عید ادا کریں۔رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عورتیں بھی عیدگاہ میں جا کر نماز کی جماعت میں شریک ہوا کرتی تھیں۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ " **قام النبی ﷺ یوم الفطر فصلی فبدأ بالصلوة ثم خطب فلما فرغ نزل فاتی النساء فذکرھن وھو یتوکأ علی ید بلال** " (بخاری ص ۱۳۱۔۱، کتاب العیدین) رسول اللہ ﷺ نے عیدالفطر کے دن پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمایا جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو نصیحت فرمائی اور آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ٹیک لگائی ہوئی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عیدگاہ جایا کرتی تھیں۔اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ آپ اس سے بھی لگا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں کو بھی عیدگاہ جانے کی تاکید فرمائی جن کے پاس اپنی چادر بھی نہیں اور انہیں بھی جنہوں نے نماز ادا نہیں کرنی۔چنانچہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں " **امرنا رسول اللہ ﷺ ان نخرجھن فی الفطر و الاضحی العواتق و الحیض و ذوات الخدور فاما الحیض فیعتزلن الصلوة و یشھدن الخیر و دعوة المسلمین فقلت یا رسول اللہ ﷺ احدانا لا یکون لھا جلباب قال لتلبسھا اختھا من جلبابھا** " (مسلم ص ۲۹۱۔۱، کتاب صلوة العیدین) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم جوان لڑکیوں اور حیض والی عورتوں کو عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ (کے دن عیدگاہ) لے کر جائیں۔البتہ حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہیں اور مسلمانوں کی دعا اور خیر میں شریک ہوں۔(ام عطیہ کہتی ہیں) میں نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بہن اس کو اپنی چادر اوڑھا دے۔

اس لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم کا پاس کرتے ہوئے عورتوں کیلئے بھی عیدگاہ میں پردے کا اہتمام کرنا چاہیے اور عورتوں کو بھی بہانہ بازی کرنے کی بجائے عیدگاہ میں جانا چاہیے۔

تکبیرات:

عیدگاہ میں جاتے ہوئے اور عیدگاہ سے واپس آتے ہوئے بلند آواز سے تکبیرات کہنی چاہیں۔ بعض صحابہ کرامؓ تو شوال کا چاند نظر آنے کے ساتھ ہی تکبیریں کہنی شروع کر دیتے تھے اس لئے بہتر یہی ہے کہ عید کی رات سے ہی تکبیرات کہی جائیں۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں " الله اکبر الله اکبر. لا اله الا الله و الله اکبر. الله اکبر. و لله الحمد "

عیدگاہ میں نفل نماز:

عید کی نماز صرف دو رکعتیں ہے خواہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ۔ اس لئے عیدگاہ میں صرف یہی دو رکعتیں ادا کی جائیں' نماز عید سے پہلے یا بعد میں عیدگاہ میں کوئی نفلی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں" **ان النبی ﷺ صلی یوم الفطر رکعتین لم یصل قبلها و لا بعدها**"(بخاری ص ۱۳۱۔۱، کتاب العیدین) بے شک نبی کریم ﷺ نے عید الفطر کے دن دو رکعتین پڑھیں آپ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

اس حدیث کی وجہ سے ہمیں بھی عیدگاہ میں نماز عید کے علاوہ نوافل پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

نماز عید کیلئے اذان یا اقامت:

عید کی نماز کیلئے نہ تو اذان کہی جائے گی اور نہ ہی اقامت۔ حضرت جابر بن بسرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں" **صلیت مع رسول الله ﷺ العیدین غیر مرة و لا مرتین بغیر اذان و لا اقامة**" (مسلم ص ۲۹۰،ا۔ کتاب صلوۃ العیدین) کہ میں نے ایک یا دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز کیلئے اذان اور اقامت نہیں کہی جائینگی۔

نماز عید کی رکعتیں:

نماز عید کی صرف دو رکعتیں ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

"**صلوة السفر رکعتان و صلوة الاضحی رکعتان و صلوة الفطر رکعتان و صلوة الجمعة رکعتان تمام غیر قصر علی لسان النبی ﷺ**" (نسائی ص۱۸۷،ا۔ کتاب صلوۃ العیدین)

نماز سفر دو رکعت ہے اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے اور عید الفطر کی نماز دو رکعت۔ ہے اور جمعہ کی نماز بھی دو رکعت

ہے مکمل ہے قصر نہیں۔حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق

نماز عید کا طریقہ:

عید کی نماز عام دو رکعت نماز کی طرح ہی ادا کی جائے گی فرق صرف یہ ہے کہ عام نمازوں کی نسبت عید کی نماز کی دونوں رکعتوں میں بارہ تکبیریں زائد کہی جائیں گی۔سات پہلی رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے اور پانچ دوسری رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے۔جیسا کہ حضرت عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے " **ان النبی ﷺ کبر فی عید ثنتی عشرة تکبیرة سبعافی الاولیٰ و خمسا فی الاخرة و لم یصل قبلها ولا بعدها**" (الفتح الربانی ۶۔۱٤۰،۱٤۱)بے شک رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز میں بارہ تکبیریں کہیں سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور آپ ﷺ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " **التکبیر فی الفطر سبع فی الاولیٰ و خمس فی الاخرة و القراۃ بعد هما کلتیهما**" (ابوداؤد ص ا۔۱۷۰، باب التکبیر فی العیدین)عید الفطر کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں پانچ اور قرأت دونوں رکعتوں کی تکبیروں کے بعد ہے۔

نماز عید خطبہ سے پہلے:

رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ یہ ہے کہ عید کی نماز پہلے ادا کی جائے خطبہ بعد میں پڑھا جائے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ " **شهدت العید مع رسول الله ﷺ و ابی بکر و عمر و عثمان رضی الله عنهم فکلهم کانوا یصلون قبل الخطبة**" (بخاری ۱۳۱ ،ا۔کتاب العیدین،مسلم ۲۸۹،ا۔کتاب صلوۃ العیدین)میں رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر،حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنھم کے ساتھ عید کے موقعوں پر حاضر ہوا وہ سب نماز عید خطبہ سے پہلے ادا فرماتے تھے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عید کے دن پہلے نماز پڑھنی چاہیے بعد میں خطبہ۔آج کل کچھ لوگوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے وہ پہلے خطبہ دیتے ہیں بعد میں نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقے کے خلاف ہے۔

راستہ تبدیل کرنا:

رسول اللہ ﷺ عید کی نماز ادا فرمانے کے لئے جب عید گاہ تشریف لے جاتے تو واپسی پر آپ راستہ تبدیل کر لیتے تھے۔جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "**کان النبی ﷺ اذا کان یوم عید خالف الطریق**" (بخاری کتاب العیدین ۱۳۴)رسول اللہ ﷺ جب عید کا دن ہوتا تو (آنے جانے میں)راستے کو تبدیل کرتے۔اس لئے ہمیں بھی چاہیے کہ جب ہم عید گاہ سے واپس آئیں تو جس راستے گئے تھے اس کے علاوہ کسی دوسرے راستے سے واپس آئیں۔

عید کے دن روزہ رکھنا:

عید کے دن عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں "**نھی رسول الله ﷺ عن صومین یوم الفطر و یوم الاضحی**" (مسلم ۱۔۳۶۰ کتاب الصیام) رسول اللہ ﷺ نے دودنوں کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن۔

اس لئے ہمیں بھی ان دودنوں کا روزہ رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے بعض لوگ عید الاضحیٰ کے دن قربانی کے گوشت تک کچھ کھاتے پیتے نہیں اور کہتے ہیں ہمارا روزہ ہے ہم قربانی کے گوشت سے افطار کریں گے ان کا یہ کہنا درست نہیں اس لئے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

چاند کی اطلاع عید کے دن:

اگر انتیس رمضان المبارک کی شام کو چاند نظر نہیں آیا دوسرے دن لوگوں نے تیس رمضان المبارک سمجھ کر روزہ رکھ لیا بعد میں انہیں اطلاع ملی کہ رات کو چاند نظر آ گیا تھا تو پھر وہ لوگ تصدیق کرنے کے بعد روزہ افطار کرلیں۔ اگر یہ اطلاع زوال آفتاب سے پہلے مل گئی ہے تو نماز عید بھی ادا کرلیں اور اگر یہ اطلاع زوال آفتاب کے بعد ملی ہے تو عید کی نماز اگلے دن ادا کریں البتہ روزہ ضرور چھوڑ دیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے ہیں "**غم علینا ھلال شوال فاصبحنا صیاما فجاء رکب من آخرا لنھار فشھدوا عند رسول الله ﷺ انھم رأو وا الھلال بالامس فامر رسو ل الله ﷺ ان یفطروا من یرمھم و ان یخرجو ا لعید ھم من الغد**" (الفتح الربانی ۹۔ ۲۶۶ کتاب الصیام)

ایک مرتبہ ہمیں بادلوں کی وجہ سے شوال کا چاند دکھائی نہ دیا تو ہم نے دوسرے دن صبح کو روزہ رکھ لیا دن کے پچھلے پہر ایک قافلہ آیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس گواہی دی کہ انہوں نے گذشتہ روز چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ افطار کرلیں اور اگلے دن عید کی نماز کیلئے نکلیں۔

جمعہ کے دن عید:

جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ نے مستقل طور پر ایک برکت دن مقرر فرمایا ہے کتب احادیث میں جمعہ کے دن کو عید کا دن بھی کہا گیا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عیدین میں سے کوئی عید جمعہ کے دن ہو جاتی ہے تو اس دن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کیلئے دو عیدیں جمع فرما دیتے ہیں جو زیادہ برکت کی علامت ہے نا کہ نحوست کی۔ جیسا کہ بعض جاھل یا کمزور عقیدہ کے لوگوں کا خیال ہے کہ جمعہ اور عید اگر اکٹھے آ جائیں تو بابرکت نہیں ہوتے بلکہ یہ بھاری ہوتے ہیں اور سب سے پہلے یہ بدشگونی ایوب خان کے دورِ حکومت میں پیدا ہوئی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

اگر کبھی ایسا ہو جائے کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ جمعہ کے دن آ جائیں تو امام کائنات حضرت محمد ﷺ کا طریقہ مبارک تھا

ک.م. زمید تو دستور کے مطابق ادا کی جائے البتہ نماز جمعہ جو ادا کرنا چاہتا ہے وہ خطبہ جمعہ میں حاضر ہو جائے اور جو اس دن جمعہ ادا نہیں کرنا چاہتا اسے اجازت ہے کہ وہ جمعہ کی بجائے نماز ظہر ادا کرے۔"**اجتمع عیدان علی عهد رسول الله ﷺ فصلی بالناس ثم قال من شاء ان یاتی الجمعة فلیاتها و من شاء ان یتخلف فلیتخلف**" (ابن ماجه ٩٤ باب ماجاء فی اذا اجتمع العیدان فی یوم) کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں دو عیدیں (جمعہ اور عید) اکٹھی ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو (عید کی) نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا کہ جو جمعہ پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو جمعہ کے لئے نہ آنا چاہے وہ نہ آئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر جمعہ کے دن عید آ جائے تو نماز جمعہ کو چھوڑنے کی رخصت ہے کہ اس دن جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز ادا کر لی جائے۔ البتہ مسجد میں خطبہ جمعہ ضرور ہونا چاہیے تاکہ جو لوگ جمعہ پڑھنا چاہتے ہیں انہیں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔

شوال کے روزے:

عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزوں کی بہت فضیلت احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے یہ روزے رکھنا کوئی فرض اور ضروری نہیں لیکن ان کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "**ان رسول الله ﷺ قال من صام رمضان ثم اتبعه ستامن شوال کان کصیام الدهر**" (مسلم ١ ۔ ٣٦٩ کتاب الصیام) بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر ان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ ایسے ہی ہے جیسا کہ اس نے سارا سال روزے رکھے۔

اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ رمضان المبارک کے بعد یہ روزے بھی رکھ لیں تاکہ ہم اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کے مستحق ٹھہریں کیونکہ اس دنیا میں جتنے زیادہ اچھے اعمال کریں گے آخرت میں اتنا ہی زیادہ فائدہ ہوگا لیکن یہ یاد رہے کہ یہ اجر و ثواب اس شخص کیلئے ہے جو رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق گزارتا ہے اور اپنے آپ کو خصوصی طور پر نافرمانی سے بچاتا ہے۔

اللہ ہم سب کو عیدین سمیت زندگی کی تمام خوشیاں کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق گزارنے کی توفیق فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

اللهم وفقنا لما تحب و ترضیٰ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆